

A REVIEW ON THE MARITAL ASPECTS IN THE LIFE OF THE HOLY PROPHET PBUH

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے ازدواجی پہلو کا مطالعہ - URDU

Hafiz Khair Muhammad Asif Memon
University of Sindh, Jamshoro

Dr. Bashir Ahmed Rind
University of Sindh, Jamshoro

ABSTRACT

Prophet ﷺ was sent as a messenger and as a human being. He was accordingly commanded by Allah swt to eat from what was pure, dress himself in the best of manners, and marry. The sunnah of marriage was a clear message to the rahbaniyyah from the previous nations (including Christians) who believed that marrying women was impious. On contrary to their belief, Prophet ﷺ married himself and advised his followers to marry too. Marrying and having offsprings is an important human need. Islam never restricts it, but channelizes it in the right direction.

The marriages of the most blessed of all creations, our master Muhammad ﷺ, as discussed above, were in accordance with the commands of Allah and filled with wisdom. However, some ill-intentioned critics try to distract people in this regard and infuse doubts. The more vulnerable from the society, the less knowledgeable ones, accordingly become confused. This account has been created to address this issue. The number of marriages by the Holy prophet ﷺ carries the beneficial secrets, which are rarely noticed by laymen. The house of the prophet ﷺ had different kinds of women of different natures, statuses and family backgrounds. Some of them belonged to rich families while the others came from humble origins. Some were better than the others in terms of outlook, some were aged, and some were teenaged. Some were intelligent and keen and some were patient. There is no doubt they all were great, noble and of an esteemed character as praised by Allah swt Himself. They all practiced and preached, physically and mentally, what they were taught by the prophet ﷺ. This research paper reflects on the marital aspect of Pprophet's ﷺ life with relevant arguments and logical conclusions.

KEYWORDS: کثرت ازواج، تعدد ازواج النبی، عقلی وجوہ، مقاصد کثرت نکاح

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا ازدواجی پہلو

تعارف:

ایک عورت اور ایک مرد کے درمیان شریعت کے رو سے جو تعلق پیدا ہو جاتا ہے، اسے نکاح کہتے ہیں۔ وہ محض اپنی جنسی اور نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے نہیں، شریعت اسلامیہ میں نکاح ایک دینی، تمدنی، اخلاقی اور قلبی تعلق ہے۔ یہ مرد و عورت میں الفت

اور میاں بیوی میں باہمی مناسبت کا پاکیزہ رشتہ ہے۔ اور یہ نکاح کبھی ایک عورت سے ہوتا ہے اور کبھی کئی عورتوں سے بھی۔ اسلام نے ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی ہے یعنی مرد کے لیے جائز ہے کہ ایک سے زائد چار تک شادیاں کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَأَنكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنً وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ جُفِفَ أَلَا تَغْلُوا فَوَاحِدَةً" (۱)

ترجمہ: "دوسری عورتوں میں سے کسی سے نکاح کر لو جو تمہیں پسند آئیں، دو دو سے، تین تین سے، چار چار سے۔ ہاں! اگر تمہیں یہ خطرہ ہو کہ تم (ان بیویوں) کے درمیان انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو، یا ان کنیزوں پر جو تمہاری ملکیت میں ہیں" (۲)

یعنی اگر حق تلفی کا احتمال ہو (اور اگر یقین ہو تو نکاح ثانی بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا) کہ ایک سے زائد نکاح کرنے میں آدمی انصاف پر قائم نہیں رہ سکے گا، بلکہ ان کی حق تلفی ہو جائے گی تو پھر ایک ہی نکاح کرنے کی اجازت دی گئی۔

اسلام کی تعدد نکاح پر پابندی:

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں تعدد نکاح بغیر کسی تحدید کے جاری تھا، کسی مذہب نے اور قانون نے اس پر کوئی حد نہیں لگائی، نہ یہود و نصاریٰ نے اور نہ ہندوؤں، آریوں اور پارسیوں نے، اسلام کے ابتدائی زمانے تک یہ رواج چلتا رہا مگر اسلام ہی وہ اول مذہب ہے جس نے چار کی تحدید لگائی، چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ کی دار قطنی میں روایت ہے:

"عن ابن عمر قال: أسلم غيلان بن سلمة وتحتة عشر نسوة في الجاهلية وأسلمن معه فأمره النبي صلى الله عليه وسلم أن يختار منهن أربعة" (۳)

"غيلان بن سلمہ مسلمان ہوئے، زمانے جاہلیت میں اس کی دس بیویاں تھیں اور وہ سب ان کے ساتھ مسلمان ہو گئیں تو آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ ان میں سے چار کو منتخب کر لو اور باقی کو چھوڑ دو"

یہ تعدد نکاح کی اجازت صرف اسلام کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اسلام سے پہلے بھی دینا کے تمام مذاہب میں یہ جائز سمجھا جاتا تھا بلکہ اسلام سے پہلے تمام مذاہب میں یہ رسم بغیر تحدید کے جاری تھی، ہر کوئی آزاد تھا جتنی چاہے شادیاں کر لیتا مگر ان کے حقوق ادا نہ کرتے، یہ عورتیں ان میں قیدی کی حیثیت میں رہتیں، عدل انصاف کا کچھ نام نہ تھا، اسلام نے اس ظلم سے روکا اور تعدد نکاح پر پابندی لگائی اور چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا اور جو عورتیں نکاح میں ہیں ان میں مساوات کا مؤکد حکم دیا۔

تعدد نکاح کی فطری ضرورتوں سے آج بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دور حاضر میں یورپ نے اپنے متقدمین کے خلاف تعدد نکاح کو ناجائز کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ بے نکاحی داشتوں کی صورت میں برآمد ہوا، بالآخر فطری قانون غالب آیا اور یورپی مفکرین نے دوبارہ تعدد نکاح کی نہ صرف اجازت دی بلکہ اس کی خوب تحریک چلائی کیونکہ اس میں زنا کاری کا بھی انسداد ہے اور مردوں کی نسبت عورتوں کی جو کثرت بہت سے علاقوں میں پائی جاتی ہے اس کا بھی علاج ہے، اگر اس کی اجازت نہ دی جائے تو پھر زنا کی کثرت ہوگی، یورپین اقوام کو دیکھ لیجئے ان کے ہاں تعدد نکاح پر تو پابندی ہے مگر بطور دوستانہ جتنی بھی عورتوں سے مرد زنا کرتا ہے اس کی پوری اجازت ہے۔ (۴)

آپ ﷺ کے لیے تعدد نکاح:

آپ ﷺ کے بنیادی فرائض منصبی تبلیغ احکام، تزکیہ نفوس اور ابلاغ قرآن تھا، انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جن میں نبی ﷺ کی رہبری کی ضرورت نہ ہو، نماز باجماعت سے لے کر بیویوں سے تعلقات، آل و اولاد کہ پرورش اور پاخانہ پیشاب اور طہارت تک کے بارے میں آپ ﷺ کی قولی اور فعلی ہدایات سے کتب حدیث بھر پور ہیں، اندرون خانہ کیا کیا کام کیا، بیویوں سے کیسے میل جول رکھا اور گھر میں آکر مسائل پوچھنے والی عورتوں کو کیا کیا جواب دیا، اس طرح کے سیکڑوں مسائل ہیں جن میں ازواج مطہرات کے ذریعے امت کو رہنمائی ملی ہے۔ تعلیم و تبلیغ لے لیے آپ ﷺ کے لیے کثرت ازواج ایک ضروری امر تھا۔ بعض نام نہاد مفکرین اور مستشرقین نے آپ ﷺ کی کثرت ازواج کو موضوع گفتگو بنا کر انتہائی

نامناسب باتیں کی ہیں، نبوت کے ابتدائی ایام میں جب آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دینا شروع کی سارا مکہ آپ کا دشمن بن گیا، آپ کو شاعر اور ساحر تک کہا مگر اس وقت بھی کسی کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کے اخلاق و کردار اور طہارت کے خلاف کوئی بات کہے، تاریخ گواہ ہے کہ ان میں سے کسی نے کبھی بھی آپ ﷺ کو ”ہوس پرست، شہوانی، اور خواہش نفس کا دلدادہ“ نہیں کہا، کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کی عفت و پاکیزگی کا بکواس کیا۔ آپ ﷺ نے چند آدمیوں کا خون بہانا مباح فرمایا اور کہا اگر یہ لوگ غلافِ کعبہ کو بھی پکڑیں تو ان کو نہ چھوڑنا اور انہیں قتل کر ڈالنا۔ انہی لوگوں میں ایک عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بھی تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور بار بار عرض کی کہ آپ ﷺ ان سے بیعت لے لیں یعنی ان کا قصور معاف کر دیں۔ آنحضرت خاموش رہے، آخر بڑے اصرار اور الحاح کے بعد آپ ﷺ نے ان کی بیعت قبول کر لی پھر مجمع کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں اس لیے خاموش رہا کہ تم میں سے کوئی شخص اٹھ کر عبد اللہ کی گردن مار دے، ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ نے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيِّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةٌ الْأَعْيُنُ“ (۵) یعنی کسی پیغمبر کے لیے یہ زیبا نہیں اس کی آنکھ سے کوئی خیانت سرزد ہو کہ قال تعالیٰ ”يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ“ (۶)

کثرت ازواج مسئلہ کا بحث کرتے ہوئے ہم سب سے پہلے عام مسلمانوں کے تعدد نکاح پھر آپ ﷺ کے کثرت نکاح کو ذکر کریں گے۔
مسلمانوں کے لیے تعدد نکاح کی اجازت:

اللہ تعالیٰ نے اس نظام کائنات کو چلانے کے لیے انسان میں توالد اور تناسل کا نظام رکھا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نکاح کو مشروع فرمایا، عام مسلمانوں کے لیے ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز رکھا گیا مگر اس میں بھی انصاف کی شرط لگائی گئی مگر نبی ﷺ کے لیے اس معاملہ میں دائرہ وسیع رکھا گیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَعْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْنَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتٍ عَمَّالِكَ وَبَنَاتٍ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِن وَهَبْتَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا“ (۷)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے تمہارے لیے حلال کر دی ہیں تمہاری وہ بیویاں جن کے تم نے مہر اکے ہیں اور وہ عورتیں بھی اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملکیت میں آئیں اور تمہاری وہ چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور وہ مقیم عورت جس نے اپنے آپ کو نبی کے لئے ہبہ کیا ہو۔ اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہے۔ یہ رعایت خالص تمہارے لیے ہے، دوسرے مومنین کے لیے نہیں۔ ہمیں علم ہے جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے حوالے سے فرض کیا ہے تاکہ تم پر کوئی تنگی رہے۔ اور اللہ غفور رحیم ہے۔

تعدد نکاح کے جواز کی عقلی وجوہ:

- 1- اسلام نے شادی کے سلسلے میں چار کی حد متعین فرمائی، کیونکہ نکاح کا مقصد عفت اور عصمت اور تخصیصِ فرج ہے کیونکہ بعض مرد ایسے قوی، تندرست، فارغ البال اور تو نگر ہوتے ہیں کہ ان کو ایک عورت کافی نہیں ہوتی بلکہ اگر ایسا تو نگر جس کے پاس سینکڑوں لوگ اجرت پر کام کرتے ہوں اگر چار غریب عورتوں سے شادی کر لے جس سے وہ فقر سے نکل کر راحت اور دولت میں آجائیں تو عقلاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔
- 2- عورت حیض، نفاس، حمل و ولادت، سستی، بیماری اور ناچاقی کی وجہ سے ہر وقت مرد کے قابل نہیں رہتی تو ایسے حالات میں مرد کو بدکاری سے محفوظ رہنے کے لیے تعدد نکاح کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں۔

واضح دلیل ہے۔ (8)

مفکرین مغرب اس نکاح ثنائی کی حمایت کرتے ہیں۔^(۹)

تھیں: گنگا، ستیہ وتی۔⁽¹⁰⁾

چنانچہ علامہ سلیمان منصور پوری فرماتے ہیں:

میں کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہ کسی کو اس کی ہمت ہوگی کہ ان انبیاء کے بستر کو برا کہے۔" (11)

"ان آیتوں سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ تعدد ازواج صرف پسندیدہ ہی نہیں، بلکہ خدا نے اس میں خاص برکت دی ہے۔" (12)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں اور تین سو باندیاں تھیں۔⁽¹⁴⁾

تک کم کر دیتا تھا، فرانسیسی کلیسا نے نیو مبرگ کے مقام پر ایک قرارداد منظور کی تھی کہ اس کے بعد ہر شخص کو دو بیویاں رکھنے کی اجازت دی جائے

۔ عیسائیوں کے بعض فرقے اب بھی سرگرمی سے کثرت ازواج کی وکالت کرتے ہیں۔" (15)

1951ء میں اینابپٹسٹ (Ana Baptist) نے Muster کے مقام پر کھلم کھلا تبلیغ کی کہ جو سچا عیسائی بننا چاہتا ہے اسے

لازم ہے کہ وہ کئی بیویاں رکھے۔" (16)

آپ ﷺ کی کثرت ازواج کی وجہ:

آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے پچیس سال کمالِ تجرد، تقویٰ، طہارت کے ساتھ گزارے، اس کے بعد آپ ﷺ نے جتنے بھی نکاح فرمائے وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت سے فرمائے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"میں نے نہ اپنا نہ اپنی کسی بیٹی کا اس وقت تک نکاح نہیں کیا جب تک کہ جبریل امین اللہ عزوجل کے پاس سے میرے پاس وحی نہ لے

کر میرے پاس نہ آئے" (17)

اس عرصہ کے بعد کئی عورتیں آپ ﷺ کے ساتھ تزویج کی خواہش مند تھیں مگر آپ ﷺ نے پچیس برس کی عمر میں کئی مرتبہ بیوہ رہنے والی عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور ربع صدی تک اپنے جوانی کے پچیس برس تک اس بیوہ کئی بچوں کی ماں کے ساتھ رہے، اس جوانی کے عرصہ میں دوسری شادی نہیں فرمائی، کیا اس شادی کی وجہ پرستی حسن تھی؟ چالیس سال میں نبوت ملنے کے بعد جب آپ نے توحید خداوندی بیان فرمائی، پورا عرب سوائے چند کے آپ ﷺ کا دشمن بن گیا اور آپ علیہ السلام کو دعوتِ توحید سے ہر طرح سے روکنے لگا اور آپ ﷺ کو ہر قسم کی لالچ، زن، زمین اور زر وغیرہ کی لالچ دیتا رہا کہ آپ ﷺ اس دعوت سے باز آجائیں۔ کفار نے آپ ﷺ کو ہر طرح کی لالچ، ڈر اور دھمکی دی مگر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر دعوت کا کام جاری رکھا۔ اگر معاذ اللہ آپ ﷺ کو کسی چیز کی حوس ہوتی تو آپ زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر اس کا اظہار ضرور فرماتے۔

"آپ ﷺ کی 55 سال عمر سے لے کر 59 تک کے درمیانی مدت میں ازواجِ مطہرات کے حجرات آباد ہوئے، پچاس سال عمر گزرنے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جو بیوہ تھیں آپ کے گھر میں آگئیں مگر حضرت عائشہ کی رخصتی صغر سنی کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ چار سال آپ ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گزارے۔ ہجرت مدینہ اور عمر شریف کے چون سال ہونے کے بعد سنہ 2 ہجری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ اس وقت آپ ﷺ کے خدمت میں دوا ازواج جمع ہوتی ہیں۔ اس کے ایک سال بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اور کچھ دنوں بعد حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح ہوا، حضرت زینب چند ماہ بعد انتقال فرما گئیں۔ سنہ چار ہجری میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو صاحبِ اولاد اور بیوہ تھیں وہ آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک اٹھاون سال ہو چکی تھی وراتنی بڑی عمر میں آپ ﷺ کے پاس چار بیویاں جمع ہوئیں۔ حالانکہ جس وقت امت کو چار بیویوں کی اجازت ملی تھی اسی وقت آپ چار نکاح کر سکتے تھے مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ سنہ 5 ہجری میں حضرت زینب بیتِ جحش رضی اللہ عنہا سے حکم خداوندی سے نکاح ہوا۔ ان کے بعد سنہ چھ ہجری میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ اس کے بعد سنہ سات ہجری میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے، اس کے بعد سنہ سات ہجری میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے پھر اسی سال حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ پیغمبر کی خانگی زندگی اور گھریلو معاملات سے متعلق احکام دین کا ایک بہت بڑا حصہ ہوتا ہے۔ ان نوا ازواجِ مطہرات سے جس قدر دین کی اشاعت ہوئی اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس احادیث کی روایات معتبر کتبِ حدیث میں جمع ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو احکام اور فتاویٰ لوگوں کو بتائے ان کے متعلق حافظ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب جمع ہو جائے، دو سو سے زیادہ صحابہ حضرت عائشہ صدیقہ کے شاگرد پہل جنہوں نے حدیث، فقہ و فتاویٰ سیکھے۔" (18)

ازواج مطہرات کی زندگی کا گوشوارہ:

شمار	نام	سال نکاح	سن وفات	بوقت نکاح حضور ﷺ کی عمر	مدت صحبت
1	حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	15 قبل نبوی	10 نبوی	25 سال	25 سال
2	حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شوال 10 نبوی	22 ہجری	50 سال	14 سال
3	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شوال 1 ہجری ر نصت	57 ہجری	50 سال	9 سال
4	حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شعبان 3 ہجری	45 ہجری	55 سال	8 سال
5	حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	4 ہجری	4 ہجری	56 سال	چند ماہ
6	حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شوال 4 ہجری	63 ہجری	57 سال	6 سال سے زائد
7	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ذی قعدہ 5 ہجری	20 ہجری	58 سال	6 سال
8	حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ	آخر شعبان 6 ہجری	50 ہجری	58 سال	6 سال
9	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	7 ہجری	44 ہجری	59 سال	3 سال سے زائد
10	حضرت صفیہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صفر، 7 ہجری	50 ہجری	59 سال	3 سال سے زائد
11	حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شوال، 7 ہجری	51 ہجری	59 سال	3 سال

مولانا شرف علی تھانوی تحریر فرماتے ہیں:

"اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ نفسانی خواہشوں کے غلبہ کا وقت جوانی کا وقت ہے اور چونکہ آپ کے اس زمانے کی نسبت آپ کے سخت ترین دشمن کو بھی اقرار ہے کہ آپ اس وقت طہارت، پاکیزگی، عفت کا نمونہ تھے۔ اس لیے یہ الزام کہ نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے آپ نے شادیاں کیں آپ کی ذات عصمت مآب پر سخت بہتان ہے۔" (19)

مستشرقین کے کثرت ازواج النبی ﷺ کے متعلق اعتراضات:

اس حقیقت کو فراموش کرتے ہوئے مستشرقین اور متجددین نے آپ ﷺ کی ذات گرامی پر فضول اور رکیک اعتراضات کئے اور سادہ لوح مسلمانوں کے اذہان میں اعتراضات پیدا کئے، منجملہ ان اعتراضات میں سے آپ ﷺ کی کثرت ازواج بھی ایک پہلو ہے۔ ذیل میں ہم نمونہ کے طور پر کچھ اعتراضات ذکر کر کے ان کا تجزیہ کریں گے۔

نارمن گیسٹر (Norman Geisler) کہتے ہیں:

"Frames Muhammad's marriages as a question of moral inconsistency, since Muhammad was unwilling to abide by the revealed limit of four wives that he enjoined on other men." (20)

ترجمہ: محمد (ﷺ) کی شادیاں اخلاقی کردار پر ایک سوال ہے، محمد (ﷺ) خدائی چار شادیوں کی پابندی پر ناخوش تھے جو انھوں نے دوسرے مردوں پر لازم کی تھیں۔"

ولیم مونگو مری (William Montgomery) نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپ ﷺ سے شادی پر طویل افسانہ بیان کرنے کے بعد مسلمانوں میں شکوک شبہات پیدا کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"Zaynab herself was working for marriage with Muhammad and was not happy being married to Zayd (21)

ترجمہ: "زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) خود محمد (ﷺ) سے شادی کرنے کی کوشش میں تھی اور وہ زید (رضی اللہ عنہ) سے شادی میں خوش نہیں تھی۔ دور حاضر کے ایک مشہور مستشرق ڈنیل پائپس (Daniel pipes) نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ سے تزویج پر درج ذیل الفاظ نقل کفر کفر نباشد۔ میں اعتراض نقل کیا ہے:

"60years old prophet killed Safia's husband, father and brothers and then slept with her same day"(22)

"60 سالہ پیغمبر نے صفیہ کے شوہر، والد اور بھائیوں کو قتل کیا اور اسی دن اس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کیا۔

اسکے علاوہ، محضر تعاضد ضیا المکی صغریٰ کے ہاں اور رخصتیر بھی اعتراضات کئے گئے ہیں۔ صرف نمونے کے طور پر ہم نے مثال بیان کی ہیں۔ ذیل میں ہم مقاصد نکاح اور پھر ان اعتراضات کا تحقیقی جواب دیں گے۔

مقاصد کثرت نکاح:

انسان کی زندگی اپنے گھر ہی کی چار دیواری کے اندر اپنے اصلی اور حقیقی رنگ میں نظر آتی ہے، کوئی عظیم المرتبت انسان کیوں نہ وہ ہو اپنے گھر کے اندر بے تکلف ہو جاتا ہے، عام خاص کا فرق ختم ہو جاتا ہے، کثرت الازوج سے آپ کی نجی زندگی واضح ہوئی اور یہ ایک فطری اور کائناتی چیز ہونے کے علاوہ اس کے بہت سارے مقاصد ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

بہت ازواج کو حرم میں داخل کرنے سے مقصد ان کے خاندانوں کو اسلام کی راغب کرنا مقصود تھا، اس مدت میں نکاح کرنے کے مقاصد دین کی مدد، ملکی مصلحت، فلاح قوم ہی تھی جو عرب جیسے جمود پسند ملک میں تزویج کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔ اگر ہیکچہا ہیں، ہنشنیز ہیں تو کسیکو یسکے کیگنجا نشنیں ہوگی میعاذ اللہینکا جنسیا نفسا نیخا ہشیکمیکلے لیے تھے۔ مثلاً ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی تزویج سے پہلے یہود مسلمانوں کے خلاف تمام جنگوں میں سرآیا علانیہ شریک تھے مگر اس تزویج کے بعد یہود مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان کے گھر میں "نشان جنگ" رہتا تھا، جب یہ باہر آ جاتا تو پوری قوم اس جھندے کے تحت جمع ہو جاتی۔ احد، حمراء الاسد، بدر الاخریٰ اور احزاب میں ابوسفیان ہی قائد نظر آتا ہے۔ جب انکو اسکا حکم طلاع و عیونیتو بلا اختیار انکیز بانسے یہ الفاظ نکلے "هو الفصل لا یجدع الله" یعنی محمد جو انمرد ہیں ان کی ناک نہیں کاٹی جاسکتی اور اس تزویج کے بعد ابوسفیان جنگ کی صف بندی کرتے نظر نہیں آتا بلکہ کچھ ہی عرصہ کے بعد حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ غرض اس نکاح نے نفسیاتی جنگ کا اثر کیا اور کفر کے قائدین کے حوصلے پست ہو گئے۔ اس شادی سے اس کے علاوہ اور بہت سے فوائد حاصل ہوئے۔ ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی تزویج پر غور کریں ان کا والد مشہور راہزن اور ذکیت تھا، بنو مصطلق کا قبیلہ ان کے اشارے پر چلتا تھا اور مسلمانوں سے خاصا بغض رکھتا تھا۔ اس تزویج سے تمام جنگوں میں اس قبیلہ کی شرکت ضروری پائی جاتی ہے مگر اس تزویج کے بعد یہ قبیلہ قزاقی چھوڑ کر متمدن زندگی گزارتا ہے اور بعد میں مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک نہیں ہوتے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن سردار نجد کے گھر میں تھی حضور ﷺ کا میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد اس قبیلہ کے ساتھ امن، اسلام پھیلانے میں مدد ملی، حالانکہ وہ اہل نجد ہی تھے جنہوں ستر سے زائد مبلغین کو دھوکہ سے قتل کیا تھا۔²³

کثرت ازواج کی حکمتوں کو "سیرت النبی ﷺ" میں اس خوبصورت پیرائے میں سمجھایا ہے:

"آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دو نکاح فرمائے، حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کبرالسن تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو صرف چھ برس کی تھیں۔ اتنی چھوٹی لڑکی سے نکاح ہر شخص سمجھ سکتا ہے صرف دو خاندانوں میں محبت اور یک جہتی کی ترقی ہی کے لیے ہو سکتا ہے۔ مدینہ آکر آپ ﷺ نے چند نکاح کئے، ان نکاحوں پر ایک عمیق نظر ڈالنے سے یہ خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان میں دو قسم کی عورتیں تھیں، ایک وہ جو رؤساء قبائل کی لڑکیاں تھیں اور جن سے نکاح کا مقصد اسلام کی بہتری کے لیے تعلقات کی توسیع اور اضافہ تھا، حضرت عائشہ صدیق اکبر کی اور حضرت حفصہ فاروق اعظم کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت ام حبیبہ ابوسفیان رئیس بنو امیہ کی بیٹی تھی، حضرت جویریہ قبیلہ بنو المصطلق کی رئیسہ تھیں۔ حضرت صفیہ رئیس خیبر کی دختر تھیں۔ ازواج مطہرات میں دوسری وہ بیوہ عورتیں تھیں جن کا سن زیادہ تھا۔ اس طرح ان کی کفالت کا بار آپ نے اٹھایا، چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا سب بیواہیں تھیں۔ ایک اور بیوی حضرت زینب بنت جحش جو گویہ نہ تھیں لیکن مطلقہ تھیں، ان کے شوہر نے ان کو طلاق دے دی تو آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ آپ ﷺ نے آخری نکاح حضرت میمونہ سے سنہ 7 ہجری میں ادائے عمرہ کے زمانے میں کیا ہے، اس کے بعد کوئی نکاح ثابت نہیں۔ سنہ 8 ہجری میں اسلام کی طاقت اپنے کمال کو پہنچ گئی تھی، خیبر طائف، مکہ معظمہ، فتح ہو چکا تھا اور آنحضرت ﷺ کو ان تعلقات کے ذریعے کسی نئے قبیلہ کو مطیع کرنے کی ضرورت نہیں تھی، سن رسیدہ مسلمان بیواہوں کی کفالت کی حاجت تھی۔" (24)

تعدد نکاح کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ حضور ﷺ کے بارے میں اعدائے اسلام نے پراپیگنڈہ کیا تھا کہ معاذ اللہ آپ کا ہن ہیں، ساحر ہیں، مختلف قبائل کی مختلف عورتوں سے نکاح کرنے میں اس پراپیگنڈہ کا توڑ بھی آگیا کہ جب مختلف قبائل کی عورتوں نے آپ کی نجی زندگی کا مشاہدہ کیا تو خود بخود یہ پراپیگنڈہ دم توڑنے لگا۔ (25)

تعدد ازواج کی حکمتوں کو مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے، انہیں ان حکمتوں کے بحث میں ایک حکمت یہ

بیان فرمائی کہ:

"آپ ﷺ کی جسمانی و روحانی قوت بنسبت اوروں کے بڑھی ہوئی تھی، آپ صوم وصال یعنی روزہ پر روزہ رکھ لیا کرتے تھے مگر امت کو اس سے منع فرمایا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں تو فرمایا تم میں مجھ سا کون آدمی ہے؟ اہیت عند ربی ہو بطعمنی و یسقینی ترجمہ یعنی میں اپنے پروردگار کے پاس شب باش ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔" (26)

ایک حکمت خانگی اور عورتوں کے احکام کی تبلیغ تھی کیونکہ انسان کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں، ایک ظاہری جس کو ہر کوئی جانتا ہے، دوسرا خانگی اور مخفی پہلو ہوتا ہے جس کو گھر والوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ جماعت ہے جنہوں نے آپ ﷺ کی ہر ادا اور صدا کو کما حقہ بیان فرمایا، اس دوسرے حصہ کے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

"خانگی حالات کا نہایت ضروری حصہ دنیا کے روبرو پیش ہونا باقی رہ گیا تھا جس کے بغیر آپ ﷺ کی سیرت ادھوری اور نامکمل رہنے کا اندیشہ تھا اور مخالفین کو اعتراضات کی گنجائش باقی۔ اس کام کے لیے ایک ایسی جماعت کی ضرورت تھی جو تنہائی کے اوقات میں آپ ﷺ کی رفیق ہوتی جو رات کی تاریکیوں میں آپ ﷺ کا ساتھ دیتی، چنانچہ ازواج مطہرات نے اس سلسلہ میں وہ خدمات انجام دیں جو خداوند کریم کو اپنے محبوب پاک ﷺ کے اس شعبہ زندگی کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے مناسب معلوم ہوئیں۔" (27)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح:

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح سے تنہیت کے بت کو توڑ کر تثلیث کے درخت کو کھوکھلا کیا، اتنی بڑی اصلاح مشرکین اور اہل کتاب کی اس نکاح کے بغیر ممکن نہ تھی۔ ابھر کا اسلام کیا مد سے پہلے یہ دستور تھا کہ اگر کسی کو ہمت نہ تھی (منہ بولا بیٹا) قرار دیتے تو تمام احکام میں اس کو اپنے بیٹے کے حکم میں رکھتے، یعنی موالوراثت میں اس کا حق ہوتا، نیز جس طرح جیسے کی طلاق شدہ بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے اس طرح منہ بولے بیٹے کیسیو جیسے بیٹے کے لئے حرام سمجھا جاتا تھا، جو اسلام میں منقطع نظر سے غلط تھا، لہذا اللہ تعالیٰ نے اس غلط رسم کے خاتمے کے لئے آپ ﷺ کو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کا حکم دیا، جو آپ ﷺ کے یہ بنی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی طلاق یافتہ بیوی تھیں۔ اس طرح آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر کے اس غیر شرعی رسم کو ختم فرمایا۔ (28)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح نے اتفاق قرآن، حفاظت کتاب اللہ، نشر احادیث اور تعلیم النساء کے بارے میں وہ مافوق العادت کام کرنے اور خلافت صدیقی اور فاروقی کو پر منفعت بنانے میں وہ عظیم کام کئے جن کو حضور ﷺ ہاتھ جانے نہ دیتے۔ یہ چند فوائد اور نمونہ ہیں ورنہ جو مقاصد اور مصالح حضور ﷺ کے سامنے تھے ہم اس کے عشر عشر پر بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اس مختصر بحث سے ظاہر ہوتا ہے حضور ﷺ کا کثرت ازواج سے انبیاء سابقین کی سنت کے علاوہ ملکی ضروریات اور دینی مصالح تھیں۔ ہر شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں فہم ہو تو اس کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اگر یہ نکاح نہ ہوتے تو ان مصالح سے محروم ہونا پڑتا جو مصلح اعظم کے منافی تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنایا۔ (29) حضرت ام سلمہ کے شوہر کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ سابقہ شوہر کے بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے ان کی پرورش فرمائی اور عمل سے امت کو یہ بات بتادی کہ کس پیار و محبت سے سوتیلی اولاد کی پرورش کرنی چاہئے۔ اگر یہ نکاح نہ ہوتا تو امت کو اس سلسلہ میں تعلیمات نہ ملتیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ایک جنگ میں قید ہو کر آئیں۔ حضرت ثابت یا ان کے چچا زاد بھائی کے نکاح میں آئیں۔ حضرت جویریہ نے ان سے یہ معاملہ فرمایا کہ میں آپ کو اتنا مال دیتی ہوں مجھ کو آزاد کر دو، یہ معاملہ کر کے وہ آپ ﷺ کے پاس امداد کے لیے پہنچیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس سے بہتر بات نہ بتا دوں؟ وہ یہ کہ میں مال ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں، انھوں اس کو بخوشی منظور کر لیا، تب آپ ﷺ نے ان کی طرف سے مال ادا کر کے نکاح فرمایا، اس کی قو کے سیکڑوں افراد صحابہ رضی اللہ عنہم کی ملکیت میں آچکے تھے، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتا چلا کہ جویریہ آپ کے نکاح میں آگئی ہے تو آپ ﷺ کے احترام کے پیش نظر سب نے اپنے اپنے غلام باندی آزاد کر دیئے کہ آپ ﷺ کے سسرال کو کیسے غلام بنائے رکھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے متعلق فرماتی ہیں:

"قالت: وخرج الخبر إلى الناس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد تزوج جويرية ابنة الحارث بن أبي ضرار فقال الناس: أصرار رسول الله صلى الله عليه وسلم وأرسلوا ما بأيديهم قالت: فلقد اعتبرت وجهه لياها مائة أهل بيت من بني المصطلق فما أعلم امرأة كانت أعظم على قومها بركة منها" (30)

ترجمہ: جب لوگوں کو علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار سے نکاح فرمایا ہے تو صحابہ نے فرمایا کہ ہمارے قیدی تو حضور ﷺ کے سسرالی ہیں اور انہوں نے ان سب قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جویریہ کے نکاح کی برکت سے ایک سو افراد بنو مصطلق کے آزاد ہو گئے۔ میں جویریہ کسی دوسری عورت کو نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لیے اتنی بابرکت ثابت ہوئی ہو۔

علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی علیہ الرحمہ نے سات سو افراد کی آزادی کا بھی ایک قول تحریر فرمایا ہے۔ (31)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح:

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کے نسل سے خوبصورت ترین عورت تھیں۔ 32 خیر کے جنگی قیدیوں میں شامل تھیں، حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ان قیدیوں میں سے مجھے ایک باندی عنایت فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ ان میں سے ایک باندی لے لو۔ انھوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتخاب فرمایا، اسی اثناء میں ایک دوسرے اصحابی حاضر ہوئے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے وہ عورت دحیہ کو دی ہے، یہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کی کی سردار ہے، اس لئے یہ صرف

آپ ہی کے لیے مناسب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا دھبیہ کو بلاؤ چنانچہ وہ حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اس کے علاوہ قیدیوں میں سے دوسری باندی لے لو وہ اس پر راضی ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہ کو اپنے لیے منتخب کر لیا اور ان کو آزاد فرما کر ان سے ان کی مرضی سے نکاح فرمایا۔⁽³³⁾ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور ﷺ سے بے انتہا پیار تھا جس بیماری میں آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اس بیماری میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اے نبی اللہ! خدا کی قسم میرا دل چاہتا ہے جو تکلیف آپ کو ہے آپ کے بجائے مجھ کو ہو جائے، بعض ازواج نے اس کو بناوٹی بات ظاہر کیا۔۔۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ اپنی بات میں سچی ہے۔³⁴

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح:

مخالفین نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صغر سنی نکاح کو ہمیشہ سے موضوع گفتگو بنایا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضور ﷺ سے نکاح کے وقت عمر چھ سال اور رخصتی کے وقت نو سال تھی۔⁽³⁵⁾ اس میں اصل یہ ہے کہ شادی کا دار و مدار بلوغت پر ہے، ٹھنڈے علاقے میں بلوغت دیر سے ہوتی ہے اور گرم علاقوں میں بلوغت جلد ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرب کے گرم صحراء میں پروان چڑھ کر نو سال کی عمر میں بالغ عورت ہو گئی تھیں۔ حضرت عائشہ کی حضور ﷺ سے پہلے جبیر بن مطعم سے منگنی ہو چکی تھی، مگر حضرت ابو بکر کے مسلمان ہونے کے بعد مطعم نے یہ ہتے ہوئے رشتے سے انکار کر دیا تھا کہ ہم کو اپنے بیٹے پر اس نئے دین کا خطرہ ہے۔ اس کے انکار کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے ہوا۔⁽³⁶⁾ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح بارہ سال کی عمر میں ہوا تھا، مطلب کہ عرب میں اس عمر میں شادی کرنا ایک عام رواج تھا، یہ بات صرف عرب میں نہیں تھی بلکہ یہود میں بھی یہ بات عام تھی۔ حضرت صفیہ بنت جحش بن اخطب کا پہلا نکاح گیارہ سال کی عمر بعض روایات کے مطابق دس سال کی عمر میں ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر علاقے اور زمانے میں شادی کی عمر مختلف ہوتی ہے ہمارے زمانے میں بھی یہ اختلاف پایا جاتا ہے، دیہاتی علاقوں میں عموماً بارہ سے بیس سال کی عمر میں شادی ہو جاتی ہے جبکہ شہری علاقوں میں یہ عمر 25 سے 35 سال ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کم عمری میں شادی کرنا ہمارے زمانے میں عجیب اس وجہ سے بھی لگتا ہے کہ اس بات کو موجودہ زمانے اور حالات پر قیاس کر کے سوچا جاتا ہے، اُس زمانے کے حالات، روایات، آہوا اور مکان کے اعتبار سے اس کو نہیں دیکھا جاتا۔ ان ظاہری باتوں کے علاوہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں وہ غیر معمولی صلاحیت اور شان رکھی تھی جو کسی اور ازواج میں نہیں تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی میں حکمت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں کوئی ایسی چھوٹی عمر کی خاتون داخل ہو جس نے اپنی آنکھ اسلامی ماحول میں ہی کھولی ہو پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آکر پروان چڑھے، تاکہ اس کی تربیت، تعلیم ہر لحاظ سے مثالی طریقہ پر ہو اور وہ مسلمان عورتوں اور مردوں میں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ میں مؤثر ترین کردار ادا کر سکے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی اس نوعمری میں قرآن اور سنت میں گہری بصیرت حاصل کی۔ مولانا درپس کاندھلوی فرماتے ہیں:

"انہی فضائل اور کمالات کی بناء پر آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت رکھتے تھے، اگر محض باکرہ ہونے کی وجہ سے محبت ہوتی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھول جاتے مگر آپ ﷺ کا حال یہ تھا کہ ہمیشہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر کیا کرتے تھے، اور جب کبھی کوئی جانور ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمنشین عورتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کے پاس ہدیہ گوشت بھیجتے، جب تک وہ زندہ رہیں کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوتے ہوئے آپ ﷺ نے آٹھ نکاح فرمائے۔"⁽³⁷⁾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صغر سنی پر اعتراض کرنے والے یہود اور نصاریٰ کے ہاں اس عمر میں بھی نکاح کی اجازت ہے، مارک ای۔

پیٹرک (Mark E. Pietrzyk states) کہتے ہیں:

"According to the Talmud, the recommended age for marriage is sometime after twelve for females, and thirteen for males. ... However, a father was allowed to betroth his daughter to another man at an earlier age, and sexual intercourse was regarded as a valid means of sealing an engagement. According to the Talmud, "A girl of the age of three years and one day may be engaged by intercourse."³⁸

"تالمود کی تعلیمات کے مطابق عورت کے لیے شادی کی عمر بارہ سال کے بعد اور مرد کے لیے تیرہ سال تجویز کی گئی ہے۔ بہر حال والد کو اجازت دی گئی ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی کا دوسرے سے اس عمر سے پہلے وعدہ کرے۔ تعلقات کو ہموار کرنے کے طریقے سے جنسی مباشرت درست قرار دی گئی ہے۔ تالمود کے مطابق لڑکی جس کی عمر تین سال ایک دن ہو اس سے مباشرت کجا سکتی ہے۔ بعض مشہور غیر مسلموں کی حضور ﷺ کی کشت تازہ واجلے بارے میں غیر جانبدار اسگوواہی:

عربی کی ایک مشہور کہاوت ہے کہ "الفضل ما شهدت به الأعداء" یعنی بزرگی وہی ہے جس کی دشمن گواہی دیں۔ اس کو دیکھتے ہوئے ہم درج میں کچھ غیر مسلم دانشوروں، حکماء اور مفکرین کے ان اقوال کو ذکر کرتے ہیں جن میں انہوں نے آپ ﷺ کی خانگی اور گھریلو زندگی کے بارے میں تحریر کیا ہے:

حکم چند لکھنوی۔ اے ہندو لکھتے ہیں کہ "جوانی میں یہ حالت تھی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نئی شادی کر کے کئی دن گھر سے دور رہ کر تزکیہ نفس اور ریاضت میں مشغول ہوتے تھے۔ بی بی عائشہ کے سوا جتنی بھی عورتیں آپ کے نکاح میں آئیں وہ سب بیوہ تھیں۔ ان حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شادیاں نکاح خاطر نہیں تھیں بلکہ کسی اخلاقی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے تھیں۔" (39)

بدنام زمانہ لہجہ لکھنے والے "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پہلا نکاح پچیس سال کی عمر میں ہوا۔ ادھر آریہ سماج کو یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی محمد (ﷺ) نے وید کے مطابق زندگی کا ابتدائی حصہ مجرد ہو کر گزارا۔ وہ برہمچاری تھے، ان کا حق تھا کہ شادی کریں۔ معیار خانہ داری کے پچیس برس ایک ہی بیوی (حضرت خدیجہ) پر قانع رہے اور وہ بھی دو خاوندوں کی بیوہ، جو نکاح کے وقت چالیس برس عمر کی اور انتقال کے وقت عمر پینسٹھ برس تھی۔ اس بڑھیا سے اس جوان کی نہج گئی، یہ بات محمد کے پاکیزہ خاطر پر دلالت کرتی ہے۔" (40)

سرولیم کہتے ہیں "اہل تصنیف محمد کے بارے میں، ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر، جو اہل مکہ میں کمیاب تھی متفق ہیں۔" (41)

مسٹر جی ایس کشالیہ بی۔ اے، ڈی ای لندن ڈپٹی انسپیکٹر مدارس گورک کہتے ہیں آنحضرت (ﷺ) کے کثرت ازواج کے متعلق بہتان باندھا گیا ہے لیکن یہ محض غلط ہے۔ بے شک آپ نے کئی بیویاں کی تھیں مگر زمانے کے برے رواج کو مٹانے کے لیے اور ہر طبقہ کی عورتوں کا نکاح میں لا کر ان کا سہارا بن جانے کے لیے، اور لوگوں کو ترغیب دینے کے لیے وہ بھی بیوہ، باکرہ غلام اور لاوارث عورتوں کو اپنے نکاح میں لائیں اور آپ صہ کے نمونہ کی پیروی کریں۔ آپ نے اپنی نفسانی خواہش کے لیے نکاح نہیں کئے۔ آپ صہ میں نفسانی خواہش کی کوئی بھی دلیل یا علامت نہیں پائی جاتی۔ (42)

مسٹر ایس۔ ایچ لیڈر کہتے ہیں جب آپ بوڑھے ہو گئے تو محض رقت قلب کی وجہ سے، جو آپ کو خاص طور پر عطا کی گئی تھی کئی عورتوں کو محض ان کی حالت پر رحم کرنے کے لیے اپنے ازواج میں داخل کرنا پڑا۔ (43)

مسٹر پیٹر کریسٹس کہتے ہیں "محمد (ﷺ) نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھی، اس کی قانونی ہستی قائم ہوئی، جس کے بدولت وہ مال وراثت میں حصہ کی حقدار ہوئی، وہ خود اقرار نامے کرنے کے قابل ہے اور برقعہ پوش مسلمان خاتون کو ہر ایک شعبہ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہوئے جو آج بیسویں صدی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ عیسائی عورت کو حاصل نہیں ہیں۔" (44)

نتیجہ: (Conclusion):

ان تمام حقائق اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ تعدد نکاح کا مقصد خواہشات نہ تھا بلکہ امت کو نجی زندگی کی تعلیمات سے آگاہ کرنا تھا کہ آپ ﷺ کی خلوت اور جلوت ایک عظیم نمونہ ہے، اس کے علاوہ تعدد نکاح سے شریعت کے ان احکام کی تبلیغ و تعلیم مقصود تھی جو عورت اور خاندان سے متعلق ہو اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس لحاظ سے یہ خدمت بڑے عمدہ طرح انجام دی، اس کے ساتھ مختلف خاندانوں سے بہتر تعلقات کا قیام، مختلف افواہوں اور پروپیگنڈوں کا توڑ کرنا، بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مضبوط تعلقات کا قیام اور سن رسیدہ عورتوں کی کفالت کا بوجھ اٹھانے کے علاوہ آپ ﷺ کی خصوصیت اور حکم خداوندی تھا۔ اور جب یہ حقیقت ہمارے پیش نظر ہے کہ تعدد ازدواج سے انبیائے سابقین علیہم السلام کی سنت پر عمل کرنے کے علاوہ ملکی اور دینی مصالح تھیں جن میں آپ ﷺ نے پوری کہ پوری کامیابی حاصل فرمائی۔ ان تمام حقائق کے سامنے آنے کے بعد یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ کے لئے ایسا کرنا ہی مناسب بلکہ ضروری تھا، اور اس پر عمل نہ کرنے سے بہت سی مصالح سے قوم و ملک اور دین محروم ہو جاتی۔

حوالہ جات

- ¹ سورہ النساء آیت 3
- ² عثمانی، محمد تقی مفتی، آسان ترجمہ قرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، ج 1، ص 247
- ³ الدار قطنی، علی بن عمر ابوالحسن البغدادی، سنن الدار قطنی، بیروت، دار المعرفہ، 1386ھ، ج 3، ص 269
- ⁴ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، مارچ 2003ء، ج 2، ص 287
- ⁵ ابوداؤد السجستانی، سلیمان بن الأشعث، سنن ابی داؤد، بیروت، دار الکتب العربی، سن و طبع ند، ج 3، ص 11
- ⁶ ابوداؤد، حوالہ بالا، بیروت، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، 1430ھ، ج 1، ص 464
- ⁷ سورہ الاحزاب (33)، آیت: 50
- ⁸ کاندھلوی، محمد ادریس، سیر تمصطفیٰؐ، سلیشر، کراچی، الطافینڈ سنز، سن و طبع ند، ج 2، ص 464-468 کا خلاصہ
- ⁹ محمد شفیع، عثمانی، معارف القرآن، ادارہ معارف القرآن کراچی، 1424ھ، ج 2، ص 287
- ¹⁰ منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، رحمۃ للعالمین، کراچی، دار الاشاعت، طبع اول 1411ھ، ج 2، ص 138
- ¹¹ حوالہ بالا، ص 139
- ¹² محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، حوالہ بالا، ج 2، ص 287
- ¹³ سموئیل: 25/ 39 تا 24
- ¹⁴ سلاطین: 11/ 03

- ¹⁵ بٹ، خاور رشید، نبی ﷺ کی خانگی زندگی، ص 17، بحوالہ دی ہسٹری آف ہیومن میرج، میکملن اینڈ کمپنی لمیٹڈ، 1925ء، ج 3، ص 42، 43
- ¹⁶ بٹ، خاور رشید، حوالہ سابق، ص 18
- ¹⁷ الاصبہانی، ابو نعیم أحمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، بیروت، دار الکتب العربی، 1394ھ، ج 5، ص 251
- ¹⁸ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، حوالہ سابق، ج 7، ص 194
- ¹⁹ تھانوی، اشرف علی، حکیم الامت، احکاماسلام معقلین نظر میں، کراچی، دارالاشاعت، سن و طبع ند، ص 147
- ²⁰ Geisler, N. L. (1999). In Baker encyclopedia of Christian apologetics. Grand Rapids, MI: Baker Books. Article on Muhammad, Character of
- ²¹ Watt, Montgomery, Muhammad: Prophet and Statesman. Oxford University Press, 1961. From p. 157
- ²² <http://www.danielpipes.org/comments/52750>
- ²³ منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، حوالہ بالا، ص 145
- ²⁴ شبلی نعمانی، علامہ، ندوی سلیمان، سیرت النبی ﷺ، کراچی، دارالاشاعت، ج 3، ص 461، طبع اول 1985ء، ج 3، ص 461
- ²⁵ سلیم اللہ خان، شیخ الحدیث، کشف الباری عن صفی الخاری، کتاب الزکاح، مکتبہ فاروقیہ کراچی، طبع 1429ھ، ج 5، ص 142
- ²⁶ تھانوی، اشرف علی، حکیم الامت، احکاماسلام معقلین نظر میں، حوالہ بالا، ص 146
- ²⁷ تھانوی، اشرف علی، حکیم الامت، کثرت الازواج لصاحب المعراج، کراچی، دارالاشاعت، سن و طبع ند، ص 7
- ²⁸ سورہ الاحزاب (33)، آیت: 38
- ²⁹ منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، حوالہ بالا، ص 146
- ³⁰ الطبری، أبو جعفر، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، دارالکتب العلمیہ بیروت، طبع اول 1407ھ، ج 4، ص 345
- ³¹ التتوی، محمد ہاشم السندھی، علامہ الحمدوم، بذل القوة فی حوادث سنی النبوة، لجنۃ احیاء الادب السندی، طبع اول 1966ھ، ص 193
- ³² ابن قیم، محمد بن ابی بکر بن ایوب، زاد المعاد، مکتبہ شاملہ، الاصدار الثانی، ج 2، ص 102
- ³³ بلند شہری، محمد عاشق الہی، مولانا، سیرت سید کوئین، ناشر، کراچی، ادارۃ المعارف، ربیع الثانی 1425ھ، ج 2، ص 359
- ³⁴ حوالہ بالا، ص 362
- ³⁵ ابن کثیر، أبو الفداء، اسماعیل بن عمر القرشی، البدایہ والنہایہ، بیروت، دار الفکر، طبع 1407ھ، ج 3، ص 131
- ³⁶ الحلبي، علي بن ابراهيم، السيرة الحلبية، بیروت، دارالکتب العلمیہ، طبع ثانی 1427ھ، ج 1، ص 491
- ³⁷ کاندھلوی، محمد ادریس محمد، سیرت مصطفیٰ، حوالہ سابق، ج 2، ص 419
- ³⁸ http://www.internationalorder.org/scandal_response.html
- ³⁹ صارم، پروفیسر عبد الحمید، قرآن، اسلام اور رسول (غیر مسلموں کی نظر میں)، نقوش، رسول نمبر، ص 455، لاہور، ادارہ فروغ اردو، جنوری 1983ء، ج 4، شمارہ نمبر 130
- ⁴⁰ خواجہ، ظفر نظامی نوشہروی، سرور کائنات ﷺ (غیر مسلم مفکرین کی نظر میں)، نقوش، رسول نمبر، ادارہ فروغ اردو لاہور، جنوری 1983ء، ج 4، شمارہ نمبر 130، ص 485
- ⁴¹ صارم، پروفیسر عبد الحمید، حوالہ سابق، ص 449

⁴² صارم، پروفیسر عبدالحمید، حوالہ سابق، ص 455

⁴³ صارم، پروفیسر عبدالحمید، حوالہ سابق، ص 450

⁴⁴ خواجہ، ظفر نظامی نوشہروی، حوالہ سابق، ص 486